۱۰؍ اپریل ۱۹۰۸ء

خطبہ جمعہ

تشہد، تعوذ اور تسمیہ کے بعد آپ نے مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت فرمائی۔

قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ۔ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ۔ وَ لَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ۔ وَ لَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ۔ وَ لَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ۔ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ۔ (الکافرون:۲تا۷)

اور پھر فرمایا:-

نماز کے اختتام پر سلام پھیر کر معاً ہی حکم ہے کہ انسان کم از کم تین بار استغفار پڑھے۔ اور حدیث میں تو یوں بھی آیا ہے کہ نماز کے بعد ۳۳ بار سبحان اللہ، ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھے۔ یہ بھی نماز کے بعد کے وظائف میں سے ایک ضروری وظیفہ ہے۔ مگر اس کا ہم انشاء اللہ توفیق ہوئی تو آئندہ کبھی اس کے موقع پر بیان کریں گے۔ سلام پھیرتے ہی معاً تین بار اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ (ترمذی کتاب الدعوات) کہنے کا جو حکم ہے اس میں بھید کیا ہے؟ اور اس کی وجہ کیا؟ اصل بات یہ ہے کہ انسان بڑا کمزور، ناتواں اور سست ہے۔ علم حقیقی سے بہت دور ہے۔ آہستگی سے ترقی کر

سکتا ہے۔ ہم تم تو چیز ہی کیا ہیں؟ اس عظیم الشان انسان' علیہ الف الف صلوٰۃ والسلام' کی بھی یہ دعا تھی رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا (طٰہٰ:۱۱۵)۔ تو جب خاتم الانبیاء افضل البشر کو بھی علمی ترقی کی ضرورت ہے جو اَتْقَی النَّاسِ۔ اَخْشَی النَّاسِ۔ اَعْلَمُ النَّاسِ ہیں اور ان کے متعلق اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ (الرحمٰن:۲،۳) وارد ہو جانے کے باوجود بھی ان کو ترقی علم کی ضرورت ہے تو ماوشما حقیقت ہی کیا رکھتے ہیں کہ ہم علمی ترقی نہ کریں۔ اگر میں کہہ دوں کہ مجھے کتابوں کا بہت شوق ہے اور میرے پاس اللہ کے فضل سے کتابوں کا ذخیرہ بھی تم سب سے بڑھ کر موجود ہے اور پھر یہ بھی اللہ کا خاص فضل ہے کہ میں نے ان سب کو پڑھا ہے اور خوب پڑھا ہے اور مجھے ایک طرح کا حق بھی حاصل ہے کہ ایسا کہہ سکوں۔ مگر بایں (وجہ) میں نہیں کہہ سکتا کہ مجھے علم کی ضرورت نہیں بلکہ مجھے بھی ترقی علم کی ضرورت ہے اور سخت ضرورت ہے۔ علم سے میری مراد کوئی دنیوی علم اور ایل۔ ایل۔ بی یا ایل۔ ایل۔ ڈی کی ڈگریوں کا حصول نہیں ہے۔ لَاحَوْلَ وَ لَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ بلکہ ایسا تو کبھی میرے وہم و گمان میں بھی نہیں آیا اور نہ ہی ایسی میری کبھی اپنی ذات یا اپنی اولاد کے واسطے خواہش ہوئی ہے۔ عام طور پر لوگوں کے دلوں میں آج کل علم سے بھی ظاہری علم مراد لیا گیا ہے اور ہزارہا انسان ایسے موجود ہیں کہ جن کو دن رات یہی تڑپ اور لگن لگی ہوئی ہے کہ کسی طرح وہ بی۔ اے یا ایم۔ اے یا ایل۔ ایل۔ بی کی ڈگریاں حاصل کر لیں۔ ان لوگوں نے اصل میں ان علوم کی دھن ہی چھوڑ دی ہے جن پر سچے طور پر علم کا لفظ صادق آ سکتا ہے۔ پس ہماری مراد ترقی علوم سے خدا کی رضامندی کے علوم اور اخلاق فاضلہ سیکھنے کے علوم' وہ علوم جن سے خدا کی عظمت اور جبروت اور قدرت کا علم ہو اور اس کے صفات' اس کے حسن و احسان کا علم آ جاوے۔ غرض وہ کل علوم جن سے تعظیم لامر اللہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ کا علم آ جاوے' مراد ہیں۔

انسان چونکہ کمزور ہوتا ہے اور اس کا علم اپنے کمال تک نہیں پہنچا ہوتا اور بعض اوقات اپنی کمزوریوں اور سستیوں کی وجہ سے نماز کو کبھی وقت سے بے وقت' کبھی بے توجہی سے پڑھتا ہے اور کبھی نمازوں میں اس کا خیال کہیں کا کہیں چلا جاتا اور پورا حضور قلب اور خضوع جو نماز کے ضروری ارکان ہیں ان کے ادا کرنے میں سستی ہو جاتی ہے یا نماز تدبر سے نہیں پڑھی جاتی یا کبھی اصلی لذت اور سرور سے محروم رہ جاتا ہے اور باریک در باریک وجوہ کے باعث نماز میں کوئی نہ کوئی کمی یا نقص رہ جاتا ہے۔ اس واسطے حکم ہے کہ نماز کا سلام پھیرنے کے ساتھ ہی معاً استغفار پڑھ کر اپنی کمزوریوں اور نماز میں اگر کوئی نقص رہ گیا ہے تو اس کی تلافی خدا سے چاہے اور عرض کرے کہ یاالٰہی! اگر میری نماز کسی باریک در باریک کمی یا نقص کی وجہ سے قابل قبول نہیں تو میری کمزوریوں پر پردہ ڈال کر بخشش فرما اور

میری عبادت کو قبول فرمالے۔ ہم تیرے عاجز بندے ہیں۔ ہم تیری اس کبریائی' عظمت اور جلال کو جو تیری ذات پاک کے شایاں اور مناسب حال ہے کہاں جان سکتے ہیں۔ اس واسطے ان کمیوں پر چشم پوشی فرما اور عفو کر۔ گزشتہ غلطیوں کو معاف فرما اور آئندہ کے واسطے توفیق عطا فرما کہ ہم تیری عبادت بطریق احسن اور ابلغ کرنے کے لائق ہوں۔

نماز کی کمی اور نقائص کی تلافی کے واسطے ماثورہ اوراد کے علاوہ ایک ایک مقررہ تعداد رکعات سنن کی بھی ضروری ہے جو کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ فرائض کی تکمیل کے واسطے سنن کا پڑھنا نہایت ہی ضروری ہے۔ جو لوگ سنتوں کے ادا کرنے میں سستی یا کاہلی کرتے ہیں ان کو اس طرف توجہ کرنی چاہئے۔

میں ہمیشہ اس بات سے ڈرتا رہتا ہوں کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس عمل سے کہ آپ نماز فرائض کے بعد فوراً اندر تشریف لے جاتے ہیں کوئی ٹھوکر کھائے اور خود بھی فرائض کے بعد فوراً مسجد سے باہر بھاگنے کی کوشش کرے اور ادعیہ ماثورہ اور سنن کی پرواہ نہ کرے۔ یاد رکھو کہ حضرت اقدس ان سب باتوں کے پورے پابند ہیں اور اکثر گھر میں نوافل میں بھی لگے رہتے ہیں۔ بلکہ بعض اوقات آپ سنن مسجد میں بھی ادا کر لیتے ہیں۔ غالباً یہی خیال آجاتا ہو گا کہ کوئی ٹھوکر نہ کھائے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ نماز سے گھر بابرکت ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ میرا خود بھی اسی پر عمل ہے۔ اکثر سنن اور نوافل گھر میں ادا کرتا ہوں مگر اسی خیال سے کہ کسی بیمار دل کو ٹھوکر نہ لگے بعض اوقات مسجد میں بھی ادا کر لیتا ہوں اور خدا سے یہ دعا عرض کر دیتا ہوں کہ گھر میں تو ہی برکت دے دیجیو۔ رسول اکرم کا عمل بھی اسی طرح پر ہے۔ شام کے نوافل کے متعلق آنخضرت کا مسجد میں ادا کرنے کا بھی ایک اثر موجود ہے۔ غرض یہ ہے کہ سنن کی پابندی نہایت ضروری ہے خواہ گھر میں ہوں اور خواہ مسجد میں۔

قرآن شریف کی بعض چھوٹی چھوٹی سورتیں جن میں چاروں قل بھی ہیں نماز میں بھی اور نماز کے بعد کے اوراد ماثورہ میں بھی داخل ہیں۔ لہٰذا ان کے متعلق بھی کسی قدر بیان کر دینا ضروری ہے۔ مسلمان انسان میں غیرت اور حمیت ہونی چاہئے اور ہر حالت میں لازمی ہے کہ ایماندار انسان بے غیرت ہونے کی حد تک ذلیل نہ ہو جاوے۔ دیکھو حضرت نبی کریمؐ کی ابتدائی تیرہ سالہ مکہ کی زندگی کیسی مشکلات اور مصائب کی زندگی ہے مگر باایں کہ آپؐ بالکل تنہا اور کمزور ہیں خدا تعالیٰ آپ کی زبان سے اہل مکہ کے بڑے بڑے اکابر قریش اور سرداران قوم کو جو اپنے برابر کسی کو دنیا میں سمجھتے ہی نہ تھے' یوں خطاب کراتا

ہے قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰافِرُوْنَ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کمزوری کی حالت میں بھی خدائی تائید اور نصرت کی وجہ سے جو آپ کے شامل حال تھی اور اس کامل اور سچے علم کی وجہ سے جو آپ کو خدا کے وعدوں پر تھا' آپ ؐ میں ایسی قوت اور غیرت و حمیت موجود تھی کہ آپ تبلیغ احکام الٰہی میں ان کے سامنے ہرگز ہرگز ذلیل نہ تھے بلکہ آپ کے ساتھ خدا کی خاص نصرت اور حق کا رعب اور جلال ہوا کرتا تھا۔ پس اس سے مسلمانوں کو یہ سبق لینا چاہئے کہ حق کے پہنچانے میں ہرگز ہرگز کمزوری نہ دکھائیں اور دینی معاملات میں ایک خاص غیرت اور جوش اور صداقت کے پہنچانے میں سچی حمیت رکھیں۔

کافر کالفظ عرب کے محاورے میں ایسا نہیں تھا جیسا کہ ہمارے ملک میں کسی کو کافر کہنا گویا آگ لگا دینا ہے۔ وہ لوگ چونکہ اہل زبان تھے خوب جانتے تھے کہ کسی کی بات کا نہ ماننے والا اس کا کافر ہوتا ہے اور ہم چونکہ آپ کی بات نہیں مانتے اس واسطے آپ ہمیں اس رنگ میں خطاب کرتے ہیں۔ قرآن شریف میں خود مسلمانوں کی صفت بھی کفر بیان ہوئی ہے جہاں فرمایا ہے يَكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ (البقرۃ:۲۵۷)۔ معلوم ہوا کہ کفر مسلمان کی بھی ایک صفت ہے مگر آج کل ہمارے ملک میں غلط سے غلط بلکہ خطرناک سے خطرناک استعمال میں آیا ہے۔ کسی نے کسی کو کافر کہا اور وہ دست و گریبان ہوا۔

اصل میں کافر کالفظ دل دکھانے کے واسطے نہیں تھا بلکہ یہ تو ایک واقعہ کا اظہار و بیان تھا۔ وہ لوگ تو اس لفظ اور خطاب کو خوشی سے قبول کرتے تھے۔

قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰافِرُوْنَ کے معنی ہوئے کہ وے اے کافرو! ہوشیار ہو کر اور توجہ سے میری بات کو سن لو۔ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ میں ان بتوں کی' ان خیالات کی' ان رسوم و رواج کی اور ان ظنوں کی فرمانبرداری نہیں کرتا جن کی تم کرتے ہو۔

ان لوگوں میں اکثر لوگ تو ایسے ہی تھے جو رسم و رواج' عادات اور بتوں کی اور ظنوں اور وہموں کی پوجا میں غرق تھے۔ ہاں بعض ایسے بھی تھے کہ جو دہریہ تھے مگر زیادہ حصہ ان میں سے اول الذکر لوگوں میں سے تھے۔ خدا کو بڑا خدا جانتے تھے اور خدا سے انکار نہ کرتے تھے۔ بعض ایسے بھی کافر تھے جو خدا کو بھی مانتے تھے اور بتوں سے بھی الگ تھے۔ رسم و رواج میں بھی نہ پڑے تھے۔ آنحضرت ؐ کے پاس آنے کو اور آپ ؐ کی فرمانبرداری کرنے میں اپنی سرداری کی ہتک جانتے تھے اور ان کے واسطے ان کا کبر اور بڑائی ہی حجاب اور باعث کفر ہو رہی تھی۔

وَ لَآ اَنْتُمْ عٰابِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ اور نہ ہی تم میرے معبود کی عبادت کرتے نظر آتے ہو۔ وَ لَآ اَنَا عٰابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ اور نہ ہی میں کبھی تمہاری طرز عبادت میں آؤں گا۔

وَ لَآ اَنْتُمْ عَابِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ اور نہ ہی تم اپنے رسم و رواج، جتھے اور خیالات، اپنے بتوں اور مہنتوں کو چھوڑتے نظر آتے ہو۔ تو اچھا پھر ہمارا تمہارا یوں فیصلہ ہو گا کہ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ میرے اعمال اور عقائد کا نتیجہ میں پاؤں گا اور تمہارے بد کردار اور عقائد فاسدہ کی سزا تم کو ملے گی۔ پھر اس وقت پتہ لگ جاوے گا کہ کون صادق اور کون کاذب ہے؟ اس کا جو نتیجہ نکلا وہ دنیا جانتی ہے۔ ہر ایک نے سن لیا ہو گا کہ آنحضرتؐ دنیا سے کس حالت میں اٹھائے گئے اور آپؐ کے اتباع کو دنیا میں کیا کچھ اعزاز اور کامیابی نصیب ہوئی اور آپؐ کے وہ دشمن کہاں گئے اور ان کا کیا حشر ہوا؟ کسی کو ان کے ناموں سے بھی واقفیت نہیں۔ پس یہی نمونہ اور مابہ الامتیاز ہمیشہ کے واسطے صادق اور کاذب میں خدا کی طرف سے مقرر ہے۔ فقط۔

(الحکم جلد ۱۲ نمبر ۲۸--- ۱۸/ اپریل ۱۹۰۸ء صفحہ ۱۴۔ ۱۵)

☆-☆-☆-☆